منشی عیسیٰ بھائی ابراہیم (بھروچ) انڈیا

آسمانِ علم وفضل کا روشن ستارہ

مجھ جیسے تہی مایہ علم وعمل، بے زبان، عجمی انسان کا ہرگز ہرگز یہ کام نہیں کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ جیسے پیکر علم وفضل پر عظمت وباوقار عالم دین جیسی شخصیت پر قلم اٹھاؤں۔ مگر ڈیوز بری (یو۔کے) سے میرے محترم ومحبّ خاص مولانا یعقوب اسماعیلی قاسمی صاحب نے اطلاع دی کہ ماہنامہ ''بینات'' مولانا قدس سرہ' پر ایک نمبر شائع کر رہا ہے اور تاکیداً لکھا کہ مولانا قدس سرہ' کے بارے میں اپنے تاثرات لکھو۔ ایسے محبت خاص کے سامنے معذرت طلب کر کے خط کے جواب کا انتظار ممکن ہی نہ تھا۔ پس متوکلا علی اللہ چند کلمات قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قیام ڈابھیل کے زمانہ میں کاوی ہی کے اپنے ایک شاگرد رشید کی دعوت پر میرے وطن (کاوی ضلع بھروچ) تشریف لائے۔ کاوی کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے قصد سے پہنچے اور بعد نماز جمعہ حضور والا کی تقریر بھی اسی مسجد میں طے ہوئی تھی، اسی مسجد میں ان کی آمد سے قبل زور زور سے اجتماعی طور پر سورہ کہف قبل الجمعہ پڑھنے کا رواج تھا۔ اسی طریقہ پر زور زور سے سورہ کہف پڑھی جارہی تھی اور لوگ اپنے وقتی سنن بھی ادا کر رہے تھے۔ حضرت والا نے مسجد میں تشریف لاتے ہی منع کرتے ہوئے فرمایا کہ آہستہ پڑھیں' تاکہ سنن ادا کرنے والوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ تاہم بعض حضرات اپنی ضد پر قائم رہے اور زور سے پڑھتے رہے۔

بعد نماز جمعہ حضرت والا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ: ارادہ تو دوسرے ہی مضمون کے بیان کرنے کا تھا' مگر حالات نے مجھے سورہ کہف ہی پر کچھ بولنے پر مجبور کر دیا ہے! پھر حضرت والا نے سورہ کہف کے فضائل کی بے شمار احادیث بیان فرمائیں۔ اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا کہ ان فضائل کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں

کہ موقع بے موقع پڑھا جائے، بلکہ وقت ومقام کا پاس ولحاظ ہو۔ مذکورہ طریقہ سے چونکہ سنن ادا کرنے والوں کو اپنے سنن ادا کرنے میں خلل واقع ہوتا ہے، اس لئے یہ رواجی طریقہ مناسب نہیں۔ حضرت والا کے زور خطابت اور عالمانہ وقار اور صلابت رائے کا اثر یہ ہوا کہ اس دن سے ہمیشہ کے لئے یہ بدعت بند ہوگئی۔ جزاهم اللہ خیر الجزاء۔

مودودیت اور حضرت مولانا محمد یوسفؒ

ایک سفر کے دوران مجھے حضرت والا نے فرمایا کہ: منشی صاحب آپ کا مطالعہ وسیع ہے، آپ نے مودودی صاحب کے لٹریچر کا بھی کافی مطالعہ کیا ہوگا، تو آں جناب کی ان کے لٹریچر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو میں نے جواباً عرض کیا کہ: مودودی صاحب کی تحریر اچھی ہے، مگر ٹھیٹھ اسلامیت کے لئے تو ہمارے اکابرین ہی کی تحریریں مفید ہوسکتی ہیں۔ البتہ انگریزی داں طبقہ اور جن کی سرحدیں اسلامیات کے پلیٹ فارم سے ہٹ کر لادینیت کے پلیٹ فارم پر پہنچ چکی ہیں، ان کے لئے مفید ہیں۔ یہ سن کر حضرت والا نے ہنس کر فرمایا: جناب نے تو میرے دل کی ترجمانی کردی، مگر یہ اس وقت کی بات ہے، جب کہ مودودی صاحب نے ''خلافت وملوکیت'' نہیں لکھی تھی۔ مگر ابھی ابھی جنوری ۱۹۷۸ء کے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت کے، مودودی مذہب کے سلسلہ کے تاثرات مولانا انظر شاہ مسعودی صاحب نے قلم بند کئے ہیں جو ناظرین کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں:

''میں نے بھی اس جماعت کے بارے میں پھر ان سے سوال کیا، جس کے امیر کی ایک تازہ تالیف پر ہند بشمول پاکستان میں مخالفت وانکار تنقید وتبصرے کی آندھی چل رہی تھی۔ سوال کے ساتھ ہی مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ کے شدید رنج وغم کے جذبات آنسوؤں میں منتقل ہوگئے اور فرمایا:

اس تازہ فتنہ انگیز تالیف کے مؤلف کے حق میں مجھے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مظلوم پر اعتراض ناقابل عفو جرم ہے۔''

آگے مولانا انظر شاہ مسعودی تحریر فرماتے ہیں:

''انہوں نے اس بے لاگ تبصرہ پر بس نہیں کیا۔ بلکہ جماعت کے پورے فکری ضلال پر ایک مفصل ومتوازن بات بھی کہہ ڈالی۔ چند روز رفاقت کے بعد مرحوم پاکستان روانہ ہوگئے اور راقم الحروف کی اچانک گذشتہ سال دیوبند میں حضرت والا کی دو تصنیف کردہ کتب پر نظر پڑی (الاستاذ المودودی عربی دو حصے) میں نے فوراً ان دو کتب کا مطالعہ کیا تو مولانا کے وہ تاثرات جو میرے کانوں میں پڑے ہوئے تھے، اس کتاب میں مفصلاً

موجود تھے۔ بظاہر یہ ایک مختصر سا رسالہ تھا، مگر درحقیقت جماعت پر تنقیدی لٹریچر کا لب لباب تھا، بلکہ ٹھیٹ اردو میں اس کے تابوت میں آخری کیل تھی۔“

اس کے علاوہ حضرت والا نے مولانا صلاح الدین یوسف کی تالیف ”خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت“ پر ۱۳ صفحات پر جو مقدمہ لکھا ہے، اس میں بھی سخت تنقید فرمائی ہے۔

تحقیقی ذوق

ایک ملاقات میں حضرت والا نے شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت پر بات کرتے ہوئے فرمایا کہ: سند فراغت کے بعد ایک مرتبہ میرے جی میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل واخلاق کا تجربہ کرنے کا داعیہ ہوا۔ چنانچہ حضرت کا پروگرام معلوم کرکے حسب پروگرام مرادآباد پہنچا، وہاں سے حضرت جس ٹرین میں سوار ہوئے، میں بھی ساتھ ہوگیا۔ حضرت مجھ سے محبت وشفقت کے انداز سے ملے۔ ٹرین میں علمی گفتگو ہوتی رہی، دیکھا تو سہارنپور کا اسٹیشن آگیا ہے۔ اسٹیشن پر صرف دو آدمی استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ عام اطلاع نہیں دی گئی۔ ایک معمولی تانگہ میں شہر کے باہر لے گئے۔ مکان کچا، ٹوٹی ہوئی ایک چارپائی۔ حضرت کے ساتھ میں بھی ان کا مہمان ہوگیا۔ دسترخوان کھانے کے لئے بچھایا گیا۔ معمولی کھانا تھا۔ روٹیاں بھی تازہ نہیں تھیں، مگر شیخ الاسلام نے اس معمولی کھانے کو بہت ہی شوق ورغبت سے تناول فرمایا۔ رات کو سونے کے وقت حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ: آپ اسی مسجد میں میرے بستر پر آرام فرمائیں۔ میں میزبانوں کی دلجوئی کی خاطر ان کی چارپائی پر جو ٹوٹی ہوئی تھی) پر آرام کروں گا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے تو صرف جانچ کرنا ہی مطلوب تھا، اس لئے رات بھر سویا نہیں۔ آخری رات میں شیخ الاسلام نیند سے بیدار ہوئے، مسجد میں تشریف لائے، تہجد کی نماز میں دیر تک تلاوت فرماتے رہے، بارگاہ خداوندی میں دیر تک روتے اور گڑگڑاتے رہے، پھر آہستہ آہستہ میرے قریب تشریف لائے اور میرے پیر دبانے شروع کئے، میں اپنی بیداری کا حال چھپانے کی غرض سے بے حس وحرکت پڑا رہا۔ جب میں نے کروٹ لی تو حضرت نے انجان ہوکر زور سے فرمایا کہ: فجر کا وقت ہوگیا اور آپ اب تک سو رہے ہیں۔ اس سفر میں حضرت والا کی تواضع وانکساری کا عجیب حال دیکھا۔ معمولی کھانے کو بڑے شوق ورغبت سے کھانا عجیب سی بات محسوس ہوئی۔ الحاصل میں حضرت والا کی ذات سے بے حد متاثر ہوا۔

جمعیۃ علماء ہند اور حضرت مولاناؒ

حضرت مولانا سید مفتی مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گجرات سے دیوبند تشریف لے جانے کے

بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیۃ علماء صوبہ گجرات کی صدارت سپرد کی گئی۔ احقر اس وقت جمعیۃ علماء صوبہ گجرات کی نظامت کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ بایں وجہ حضرت ممدوح سے گہرے روابط تھے۔ ملاقاتوں میں تبادلۂ خیال بھی ہوتا رہتا تھا اور غائبانہ خطوط سے بھی مشرف ہوتا رہتا تھا۔ اس زمانہ میں ممدوح جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث تھے۔ لکھنو میں جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس ہورہا تھا۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں سے راقم الحروف حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے مدیر اور سورت کے ہمارے ایک مخلص دوست نور میاں صاحب کا ساتھ تھا۔ اتفاقیہ بات تھی کہ احقر کو دوسرے دن صبح ہی سے دست شروع ہوگئے۔ میں بہت پریشان ہوا۔ چہرہ دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ: آپ پریشان نظر آتے ہیں؟ میں نے دستوں کی شکایت کی، تو جیب سے ڈبیا نکال کر دو گولیاں مجھ کو عنایت کیں۔ اس کے نگلنے کے بعد الحمد للہ طبیعت اچھی ہوگئی اور اطمینان ہوگیا۔ جمعیت کے کھلے اجلاس میں رات کو یو۔ پی کے وزیر اعلیٰ گوند و لبھ پنت کی تقریر ہوئی۔ اس کے بعد پنڈت سندر لال کی تقریر ہوئی۔ پنڈت سندر لال نے اپنی تقریر میں وزیر اعلیٰ پنت کے اس جملہ پر کہ ہندی زبان ہاتھی کا پاؤں ہے، جس میں سب زبانیں تقریباً داخل ہیں، کڑی تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ: حقیقت یہ ہے کہ خود پنت جی کی حکومت یو۔ پی نے ابھی ابھی ہندی زبان کی ڈکشنری تیار کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی بنائی۔ کمیٹی میں ایک دن یہ بات آئی کہ ''پرس کرپشن'' کا ہندی کیا ہے؟ تمام غیر مسلم اراکین باوجود کوشش کے کوئی لفظ تجویز نہ کرسکے۔ آخر کار ایک مسلم ممبر سے دریافت کیا گیا۔ اولاً جواب دینے سے انکار کیا، مگر اصرار کے بعد فوراً انہوں نے فرمایا کہ ''نسخہ'' مگر کمیٹی نے بہانہ جوئی کرکے آئندہ مجلس پر ٹال دیا اور کہنے لگے کہ آئندہ غور کریں گے۔ اس سے ہندی زبان کی حقیقت روشن ہوجاتی ہے۔ الحاصل پنڈت سندر لال نے لوگوں کو خوب ہنسایا۔ پنڈت جی دوران گفتگو وحدت ادیان پر اتر آئے اور کہنے لگے: وحدت ادیان کی تائید میں دلائل ہیں۔ دیکھئے ہندو مذہب میں کئی اوتار ہیں۔ اسلام میں بھی کئی اوتار ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ ''انا ربکم الاعلیٰ'' جب باری تعالیٰ بڑا رب ہے تو چھوٹے رب بھی تو ہوسکتے ہیں؟ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ میرے قریب ہی تشریف فرما تھے۔ یہ سنتے ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمانے لگے کہ: اس کم بخت کو کوئی بٹھا بھی نہیں دیتا۔ ڈائس پر سے دو مسلم ممبر اٹھ کر باہر نکل گئے اور پورے مجمع میں گڑبڑاہٹ مچ گئی۔ پنڈت جی نے مجمع کا حال تاڑ لیا۔ پھر بھی کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کے چہروں پر بل پڑ رہے ہیں، مگر میں اٹھنے والا نہیں ہوں۔ ہاں اگر مجاہد ملت مجھے بٹھادیں تو بیٹھ جاؤں گا۔ میں مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت ضبط سے کام لیا اور یہ کہہ کر خود ہی بیٹھ گئے۔

اس کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: پنڈت

سندر لال نے اسلام کے بارے میں اپنے ذاتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے جو قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں' مجھے ان دو صاحبوں سے بھی شکایت ہے جو ڈائس پر سے اٹھ گئے۔ کیا اسلام ایسا تنگ مذہب ہے کہ اسلام کے بارے میں کسی کے نجی خیالات کو سن بھی نہ سکے۔ پنڈت جی کی تقریر بقول ان کے ایک ''مجذوب کی بڑ'' کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جمعیۃ علماء ہند وحدت ادیان کی ہرگز ہرگز قائل نہیں ہے۔ متحدہ قومیت اور وحدت ادیان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سن کر حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مسرت وخوشی سے کھل اٹھا۔ اور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمانے لگے کہ: دیوبند میں طلباء کی انجمن میں تمام طلباء کی تقریر ہو جانے کے بعد اخیر میں حضرت مجاہد ملت (رحمۃ اللہ علیہ) تقریر فرماتے اور طلباء کی تقاریر پر نقد وتبصرہ فرماتے کہ: فلاں صاحب کی تقریر عمدہ تھی۔ مگر فلاں بات مناسب نہ تھی اور فلاں بات کو اس طرح بیان کرنا چاہئے تھا۔ وغیرہ۔

حضرت مولانا مرحوم کا حافظہ

اس اجلاس کے بعد ہم چاروں (مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ، نور میاں، احقر اور ذات والا بابرکت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ) مراد آباد گئے۔ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدنی کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے ہم کو اپنا مہمان بنالیا اور دوپہر کو بہت پر تکلف دعوت دی۔ ہم نے بازار سے مراد آبادی برتن خریدنے کے لئے بازار جانے کو کہا تو انہوں نے انکار فرمایا اور ہر قسم کے برتنوں کے نمونے گھر منگوائے، اور تاجر کو بھی گھر بلالیا۔ حضرت والا نے بہت سے برتن خریدے۔ شام کو مولانا عبدالحق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی شان میں اپنا عربی قصیدہ سنایا جو کافی لمبا تھا۔ غالباً سو ۱۰۰ کے قریب اشعار تھے' یہ دونوں بزرگ سنتے رہے اور تعریف وتوصیف بھی فرماتے رہے۔ چونکہ ہمیں سویرے دہلی جانا تھا' اس لئے رات مسافر خانے میں گذاری۔ راستے میں تانگہ میں مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مرحوم میں عربی قصیدے کی بات شروع ہوئی۔ دونوں نے صرف ایک ہی مرتبہ یہ قصیدہ سنا تھا' مگر اشعار پڑھتے جاتے اور تعریف کرتے جاتے۔ مگر ایک دو اشعار کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا کہ: اس کے بجائے اس طرح ہوتا تو قصیدہ کو چار چاند لگ جاتے وغیرہ۔ ضعف دماغ وحافظہ کے اس دور میں یہ قوت حافظہ حیرت کی بات ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کی وجاہت

اس سفر میں جب ہم دہلی اسٹیشن پر اترے تو وہاں سامان رکھنے والوں کا ایک بہت بڑا مجمع ہوگیا تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ: کیا ہم بھی یہاں سامان رکھ دیں؟ ہم نے کہا کہ: سہولت تو اسی میں ہے۔ حضرت اترے میں نے دیکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ لوگ از خود حضرت کو جگہ دے دیتے تھے اور حضرت کی عالمانہ شان اور وقار اور چہرہ کا رعب دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چند منٹ میں سامان رکھوا کر رسید لے کر ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ وہاں سے ہم مدرسہ امینیہ پہنچے۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلباً کو حدیث پڑھا رہے تھے۔ ہم کو دیکھ کر درس بند کر کے ہم سے ملے۔ کھانا تیار کروایا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آزادی کے بعد دہلی میں جو فسادات ہوئے اور اس زمانے میں حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ ؒ نے جو قربانیاں دی اور جس جانبازی اور ہمت وجرأت سے مسلمانوں کی خدمت کی وہ سناتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ فرمایا کہ: آہ! میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں ان قربانیوں کو بیان کر سکوں۔ واقعی وہ مجاہد ملت تھے۔

حضرت مولانا کی مہمان نوازی اور اخلاق

موصوف حج کے مبارک سفر سے واپس ہوئے تو احقر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب راجپوری مدظلہ کی معیت میں ڈابھیل ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ بے حد محبت ومسرت کا اظہار فرمایا اور پر تکلف دعوت کے ساتھ قسم قسم کی عمدہ مدنی کھجوریں اور آب زمزم سے اپنے قلب میں نور کی کیفیت محسوس کی۔ واپسی میں ہمیں وداع کرنے سورت تک تشریف لائے اور ہم دوران سفر حضرت کے علم سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک دفعہ بڑودہ میں جمعیت علماء صوبہ گجرات کی میٹنگ تھی، احقر نے خط لکھا کہ میں بھروچ اسٹیشن سے حضرت کی معیت میں سوار ہو جاؤں گا، چنانچہ میں بھروچ سے ٹرین میں سوار ہوا تو حضرت نے ٹرین ہی میں ضلع سورت کے بہترین وعمدہ آم کاٹ کر سامنے رکھ دیئے۔

دہلی کے سفر کے دوران حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شدید انکار کے باوجود ہمارے بستر بچھا دیتے۔ ٹرین سے اتر کر چائے اور دوسری کھانے کی چیزیں خرید لاتے اور ہم میں سے کسی کو کسی کام میں مدد بھی نہ کرنے دیتے۔ واپسی پر تقریباً شام کے پانچ بجے ''رتلام'' اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت والا اتر کر چائے لینے تشریف لے گئے تو غیر مسلم بھائیوں کی ایک جماعت ہمارے پاس آ کر پوچھنے لگی کہ یہ کون صاحب ہیں؟۔

واقعی حضرت مولانا کی وجاہت اور عالمانہ شان دیکھنے والوں کو متحیر ومتاثر کر دیتی تھی:

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ